

ڈاکٹر محمد افضال

صدر شعبہ اُردو،

جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

اُردو ادب پر اسلوبیاتی تنقید اور نفسیاتی تنقید کے اثرات - جائزہ

Whether locale or international criticism plays a vital role in the progress of literature. particularly Urdu literature gain effects of modern critical trends of the world. With the passage of time these trends absorbed in urdu literature and now these trends are the part of urdu literature and criticism. This article describes the impact of psychological criticism and stylistic criticism on Urdu literature

اُردو تنقید کا بے ربط آغاز شاعری کی کتب کے دیباچوں اور کڑوں میں اٹھارویں صدی میں ہو چکا تھا۔ سرسید کے عہد میں انگریزی علوم کی پیش قدمی کی وجہ سے اُردو ادب و تنقید کو نئی سمت میسر آئی جس نے رفتہ رفتہ پورے ہندوستان کے ادب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تنقید بطور صنف ادب، اُردو میں ول سے بھی کم عمر اور مختصر افسانے کی کم و پیش ہم عمر ہے۔ ول اور مختصر افسانے کی طرح تنقید بھی نحسیت صنف ادب ہمارے ہاں مغرب سے آئی ہے۔ تنقید کی قدرومنز سے متعلقہ معیارات بھی ہمارے ہاں مغرب سے مستعار لیے گئے ہیں، یہ معیارات ہم نے تقلید اور اپنی سی کے خود کا عمل شعوری عمل کے ذریعے اپنے تنقیدی اور ادبی شعور میں بکری لیے ہیں۔

اُردو میں تنقید کا مقام & سے اہم ہے اور اسی اہمیت کے پیش آخلق کے ساتھ ساتھ تنقید کا سفر بھی جاری ہے۔ اُردو تنقید بین الاقوامی سطح پر از ہونے والے مختلف تنقیدی آیت نے۔ اہر & اثرات مرثیہ کیے۔ اس آرٹیکل میں دو مختلف تنقیدی آیت نفسیاتی تنقید اور اسلوبیاتی تنقید کے اُردو ادب پر اثرات کے رے میں اظہار خیال کیا گیا ہے۔

تنقید کے لفظی معنی ہیں کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنا۔ یہ کھرے کھوٹے کی پہچان کرنا۔ ہم اک ادبی اصطلاح کے طور پر مشرق و مغرب کے دونوں نے اس کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں جن کی مدد سے ہم تنقید کی تفہیم حاصل کر سکتے ہیں۔ تنقید کا لفظ اُردو میں مستعمل ہے۔ ہم عربی زبان میں اس کے لیے لفظ ”x“ اور ”انتقاد“ ملتے ہیں اور بعض دونوں نے تنقید کے لفظ کی مقبولیت کے وجود اس کو غلط کہا ہے اس سلسلے میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

”واضح رہے کہ خود لفظ تنقید عام اور مقبول ہونے کے وجود غلط ہے عربی میں اس مقصد کے لیے ”x“ اور

”انتقاد“ ملتے ہیں اور قواعد کی رو سے یہی درجہ ہیں لیکن ہمارے ہاں تنقید اس توہم سے استعمال ہوا کہ یہی

اب درجہ سمجھا جاتا ہے“ (۱)

گذا۔ اردو میں تنقید کی اصطلاح غلط طور پر رواج پائی گئی ہے لیکن اردو کے بعض اہم لکھنے والوں نے بھی اس کے لیے ”X“ اور انتقاد کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ لفظ ”X“ اور انتقاد کیا اصل ہے اور ان کا مفہوم کیا ہے اس بارے میں ہم ڈاکٹر سید عبداللہ کی رائے دیکھتے ہیں۔

”تنقید کا لفظ اب اردو میں عام طور سے رواج پایا ہے لہذا اسے غلط کہتے ہیں اس کا بدل دینے کی کوئی وجہ آ

نہیں آتی پھر بھی یہ جاننا ضروری ہے کہ عربی میں اس کی مروج صحیح صورتیں X اور انتقاد ہیں۔۔

عربی میں نقد الدراہم (انتقاد الدراہم) کے معنی ہیں اس نے کھرے دراہم (جمع درہم) کو، بے

دراہم سے الگ کیا۔ ان الگ کرنے کی غرض سے آ ذالی (اس سے مصدر X، انتقاد اور نقد ہوا)

اسی طرح X الشعر (انتقاد الشعر علی قائلہ) کے معنی ہیں۔

فلاں شخص نے شعر میں سے عیب نکالے اور شاعر پر لایا۔ (۲)

X اور انتقاد کے علاوہ تنقید کے لیے لفظ موازنی، محاکمہ اور تقریظ وغیرہ بھی استعمال ہوئے ہیں اور ان ہی کا مترادف لفظ

(Criticism) ہے جو انگریزی زبان میں استعمال ہوتا ہے اب تنقید کی اصطلاح اردو ادب میں جن معنوں میں استعمال ہوتی ہے اس کی

تھوڑی سی وضاحت دیکھتے ہیں جس کے بارے میں احتشام حسین رقمطراز ہیں

”ادبیات کے ذہنی سرچشموں کا سراغ پانے کی کوشش کو سماج کے ذہنی ارتقاء کے مطابق فنی روایت کی توضیح

کو اور قوم کی تہذیب R کی میں ادب اور ادبیات کے مقام کا تعین کو تنقید کہلاتا ہے“۔ (۳)

ادب کی بہتر تفہیم، سماجی زندگی کی تفہیم اور قومی سطح پر رمل ہونے والی فکری تبدیلیوں کو بہتر از میں سمجھنے کے لیے تنقید کی بڑی اہمیت

ہے۔ ویسے احتشام حسین نے ٹی ایس ایلٹ کے اس قول کی بھی تشریح کی ہے کہ ”تنقید سانس لے دے ہی کی طرح آتی ہے“۔ (۴)

* ہم مشرقی زاویہ نگاہ سے تنقید کی اصطلاح کا مختصر سا جائزہ دے کے بعد ہم ٹی ایس ایلٹ کے الفاظ دیکھتے ہیں کہ اس کے ”د“

تنقید کی نوعیت کیا ہے۔

”# میں تنقید کا ”م“ ہوں تو یقیناً اس سے میری مراد تجویزی لفظوں کے ذریعے کسی فن پر رے کی تفسیر و

تشریح سے ہے۔ تنقید کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ کسی مقصد کا اظہار کرے جسے سرسری طور پر یوں کہا

جاسکتا ہے کہ وہ فن پر رے کی توضیح اور اصطلاح مذاق کا کام دے“۔ (۵)

ان آراء سے ہم تنقید کی اصطلاح کے بارے میں کسی حدت یہ جان دیتے ہیں کہ اس کی نوعیت کیا ہے تنقید کے ضمن میں فنکار کی

شخصیت اہم ہے اصل چیز تخلیق کار کا فن پر رہے۔ احتشام حسین کی تعریف میں ہم دیکھتے ہیں کہ ادبیات کے ذہنی سرچشموں کے تحت ہوتی

ہے اور اسی سے اس کے فن پر رے کی قدر و قیمت کا تعین کیا جا رہا ہے ان کے ”د“ ادبیات، سماج، قوم اور تہذیب کا آ یہ ملتا ہے لہذا ہم

اس کے ساتھ ساتھ آ اور یہ بھی دیکھتے ہیں جس کے مطابق ادبیات کی شخصیت کے بجائے فن پر رے کی قدر و منزلت کی گئی ہے۔

”ا“ تنقید فنچ پ رے کی اچھائی اور۔ ائی کئے۔ رے میں کوئی فیصلہ نہ کرے اور محض فنکار کی شخصیت کے مطالعہ کو اکتفا کرے تو یہ محض سائنس کا کلیہ بن کر رہ جائے گی علاوہ ازیں تمام افعال کو لا شعور کئے بلع سمجھنے سے تخلیق کے مقصدی پہلو بھی آ* از ہو جاتے ہیں۔ (۶)

پ ویسرا احمد جالبہ کے۔ د۔ تخلیق اہم ہے اور ا“ تنقید کسی تخلیقی فنچ پ رہ کے محاسن و مصائب کی آ* ہی نہیں کرتی اور اس کے بجائے تخلیق کار کی شخصیت ہی کے آ دھو متی ہے تو وہ اپنا حق ادا نہیں کر رہی یہ مختلف آ* ت مختلف ادوار میں پیش کئے گئے ہیں اور ان کے پیچھے بہت سے عوامل آ آتے ہیں آغاز سے لے کر دور پ۔ د* میں بہت سارے سیاسی، سماجی، مذہبی اور تعلیمی آ* ت پیش ہوتے رہے ہیں ان آ* ت کے آ* ات جہاں تھ گی کے د۷ شعبوں پ مر\$ ہوتے رہے ہیں وہیں ادب بھی ان آ* ت سے مختلف وقتوں میں آ* ات قبول کئے رہا ہے ادب کی مختلف اصناف اور مختلف اسالیب اور تیں مختلف عالمی تحریکات کا نتیجہ ہیں۔ اس* ر [تسلسل کا جالبہ ۷ کے لیے ہم مختصر آ تنقید کی رنچ آ ڈالتے ہیں کہ اس کی ابتداء سے لے کر عصری تنقید۔ کیا صورت حال رہی۔

تنقید کا آغاز تخلیق کے ساتھ ہی ہوا اور تخلیق کے لیے تنقید لازمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جی۔ بی علوم کی طرح تنقید کا آغاز بھی قدیم یونان سے ہوا اس حوالے سے ڈاکٹر وقار احمد رضوی لکھتے ہیں:

”ا“ رنچ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ادبی تنقید کا آغاز یونان سے ہوا جس کی ابتداء ہومر کی d پ تنقید سے ہوئی۔ (۷)

ڈاکٹر وقار احمد رضوی نے سقراط، افلاطون اور ارسطو کے م۔ لٹر M لکھے ہیں اور ان کے خیال میں افلاطون سے فن تنقید کا آغاز ہوا لیکن ارسطو کی ”بوطیقا“ کے مترجم ڈاکٹر شمس الرحمن فاروقی نے ”بوطیقا“ کے دیباچے میں لکھا ہے

”یونان کی عظیم الشان عقلیت فلاسفی (سقراط، افلاطون، ارسطو) کا تیسرا اور بعض لوگوں کے خیال میں ۷ سبب ارکن ارسطو تھا۔ فلسفہ منطق علم الاخلاق، طب، سیاسیات، حیوا* ت، تنقید رنچ یہ ۷ علوم اس کے افکار سے تو انگریز روشن ہوئے۔ بلکہ بعض علوم مثلاً تنقید اور منطق کا تو وہ موبہ کہا جاسکتا ہے۔“ (۸)

ارسطو کے بعد تخلیق کے ساتھ تنقید کا سفر جاری رہا ہے مختلف ادوار میں کئی اہم مت تنقید کے حوالے سے سامنے آئے جن میں نون جانی نس، سڈنی، بن جانسن، ڈرائیڈن، لنگ، جانسن، ورڈز ورثہ، کولرج، شیلے، میٹھو آرمیلڈ، رسکن، آئی اے ڈورٹی ایس بلیٹ کلام قابل ذکر ہیں۔

مغربی تنقید کے ساتھ ساتھ ہم ا“ اردو تنقید کا جالبہ لیں تو ابتدائی طور پ اردو تنقید فارسی کے زیر سایہ تھی اور اس کی ابتدائی صورت فقط ۷ کروں کی صورت میں آ آتی ہے ابتداء میں ۷ دو شعراء نے ۷ کرے لکھے جن میں ہمیں تنقید کے نمونے دکھائی دیتے ہیں یہ قاعدہ تنقید تو نہیں تھی لیکن شعراء کے کلام پ مختلف آ* از سے ڈالی گئی اور یہ ۷ کرے ہر دور کی شاعری کو سمجھنے کے لیے فقط اشارے مہیا کرتے ہیں لیکن ان اشاروں کی مدد سے ہم ان کے کلام کے محاسن و مصائب کا آ* ازہ لگا ہا ہیں ہم اس سلسلے میں مجنوں گورچہ ری لکھتے ہیں:

”شعراء میں سے کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ شاعر اصول فن سنے، بلد ہوئے اسلاف کے کلام کا قابل لحاظ حصہ اس کے مطالعہ سے نہ راہو بہت سی مثالیں تو ایسی ملیں گی کہ شاعر ۷ د بھی ہے اور ۷ د شاعر بھی، فارسی میں

رودکی سے لے کر ۱۹۴۵ء تک۔ اور اردو میں سراج اور ولی سے لے کر امیر مینائی اور ان کے متبعین تک۔ ایسے شعراء کی کمی نہیں جنہوں نے اچھے شعر بھی کہے ہیں اور ایسے کرے بھی لکھے ہیں جن سے آج ہم بے مزی نہیں۔ ت h، اردو میں میر، سودا قائم چاچا پوری لچھی، M۱، شفیق، مصطفیٰ، میر حسن اور بہت سے بعد کے شعراء صف اول کے کرہ نگار بھی رہے ہیں۔“ (۹)

ہم اردو میں تنقید کا قاعدہ شکل مولانا الطاف حسین حالی کے ہاں دکھائی دیتی ہے اور انہیں اردو کا پہلا ڈکھا چکا ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی کی ”مقدمہ شعر و شاعری“ کو اردو تنقید کی پہلی کتاب بنا چکا ہے جس نے پہلی دفعہ تنقید منظم طوبی آغاز کیا۔ الطاف حسین حالی نے مغربی تنقید اور مشرقی تنقید کو سامنے رکھ کر پ ہوئے کچھ اصول مرتب کئے جو بعد میں آنے والوں کے لیے راہنمائی کا کام کرتے رہے مولانا حالی کے رے میں شفیق احمد شفیق رائے دیتے ہیں کہ

”اردو تنقید کا قاعدہ ابتداء حالی کے ”مقدمہ شعر و شاعری“ مطبوعہ ۱۸۹۳ء سے ہوتی ہے وہ پہلے ڈ ہیں جنہوں نے ”مقدمہ شعر و شاعری“ میں آ ی تنقید کے ان مسائل پر بحث و تجسس کا آغاز کیا جن کا تعلق شعر کی ما : اچھے شعر کے عناصر، کیبی، شعر کے لیے وزن کا ہنر، ضروری ہنر نہیں قافیہ ردیف لازمی ہے کہ نہیں، شعر میں مواد کو ترجیح دینی چاہیے یا نہایت کو۔ کون سی شاعری وہی ہے کون سی اکتسابی، آمد اور آورد کا فرق، شاعری کی کوئی سماجی حیثیت ہے یا نہیں۔ کامیاب شاعر W کے لیے کن اوصاف کا حامل ہنر۔“ (۱۰)

حالی، سرسید تحریر کے نہایت سامنے آنے والے ادیبوں میں سے اہم اسی لیے ہیں کہ انہوں نے اردو میں قاعدہ تنقید کا آغاز کیا اور بعد میں آنے والوں کے لیے ”مقدمہ شعر و شاعری“ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، حالی کے ساتھ محمد حسین آزاد اور شبلی نعمانی کے * م آتے ہیں جنہوں نے اردو تنقید کو سائنسی خطوط پر استوار کرنے میں C دی کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر عبادت W کے مطابق۔

”حالی، شبلی اور آزاد نے نہ صرف یہ کہ تنقید کی ابتداء کی بلکہ اردو کو سائنٹفک تنقید سے آشنا کیا انہوں نے ادب کے عمرانی اور تہذیبی پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی۔ ادب کے افادی اور اخلاقی پہلوؤں پر زور ڈیا لیکن ادب کے جمالیاتی پہلو بھی ان کی آ وں سے اوجھل نہیں ہوئے۔“ (۱۱)

حالی، شبلی اور آزاد کا بعد میں آنے والے تنقید نگاروں پر یں طوبی دیکھا جاسکتا ہے اور بعد کے قدین کے ہاں کسی نہ کسی طرح ان کے آ ش آتے ہیں اردو کے ان تین بے ڈوں کے بعد چھ آ آتے ہیں ان میں وحید الدین سلیم، مولوی عبدالحق، سید سلیمان ۴ وی، مولانا عبدالمبارک، ڈی، پنڈت کیفی وغیرہ شامل ہیں۔

اردو میں قی پسند تحریر کے ساتھ تمام اصناف ادب میں بھی اضافے ہوئے اور اسی دوران کئی اہم ڈ بھی سامنے آئے۔ ہم اس سے پہلے مجنوں گورنری، مہدی افادی، عبدالرحمن بجنوری، * ز فتح پوری نے اردو کے تنقیدی سرمائے میں اضافہ کیا ان کے علاوہ آل احمد سرور، سید احتشام حسین، فراق گورنری، محی الدین قادری، زور، کلیم الدین احمد، محمد حسن عسکری، سلیم احمد، ڈے۔ موں کے طوبی سامنے آئے

یہ تمام مختلف رجحانات ادبی آیت p تھے دوسرے لفظوں میں ان کی وابستگی مختلف تنقید دہانوں کے ساتھ تھی۔ اب مختلف تنقیدی دہانوں کون سے ہیں اور کیسے وجود میں آئے ہیں مختصر طور پر اس بحث کا جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ مختلف تنقیدی دہانوں کن حالات میں اور کن آیت کے حامل ہیں اس سلسلہ میں ڈاکٹر سلیم اختر کا خیال ہے

”تصورات کا سسٹم کوئی آیت یہ تھیورٹیکل علمی دہانہ۔ لعموم ادبی تنقید کے لیے معرض وجود میں نہیں لائے جاتے جیسے مارکسزم، نفسیات، عمرات، رنخ وغیرہ یہ علوم آیت دہانہ۔ ن کسی اور مقصد کے لیے بنے تھے ادب اور x کی وجہ کے لیے نہیں تھے جیسے مارکسزم سرمایہ دارانہ آیت کی اصلاح اور معاشی عدم مساوات کے خلاف رد عمل تھا اسی طرح نفسیات K فی شخصیت کے تجزیہ و تحلیل کے لیے تھی لیکن ہوا یہ کہ ان کی آفاقیت اور ہمہ جہتی کے نتیجہ میں جہاں نگی کے د۷ شعبے ان سے متاثر ہوئے وہاں ادب اور x نے بھی اہمات قبول کئے یوں مارکسی تنقید، نفسیاتی تنقید، عمرانی تنقید، ر [، تنقید وغیرہ معرض وجود میں آگئیں۔“ (۱۲)

جوں جوں نگی کے دائرے پھیلتے گئے نئے نئے آیت سامنے آتے گئے اور ادب کے ر بھی تبدیلیاں رطا ہوتی گئیں۔ بیسویں صدی کا نصف اول تو ویسے بھی دہا بھر سیاسی و سماجی تبدیلیوں کے حوالے تھے۔ قابل فراموش ہے۔ دو عظیم جنگیں، انقلاب روس و چین، تقسیم ہند اور نہ جانے کیسے کیسے واقعات رطا ہوئے جن سے آیت مہائے نگی کا متاثر ہوئے ضروری تھا اور ادب بھی نگی کا حصہ ہے اس لیے ادب میں بھی نئی نئی تحریکیں سامنے آ N اور تنقید کے بھی کئی رجحانات سامنے آئے ان میں سے ہم اب دو تنقیدی آیت، رجحانات دہانوں کا اردو ادب اہمات کا جائزہ دیتے ہیں۔

(۱)۔ اسلوبیاتی تنقید

(۲)۔ نفسیاتی تنقید

اسلوبیاتی تنقید کسی فن پرے کی لسانی خصوصیات پر بحث کرتی ہے اور اس کے اسلوب کو سامنے لاتی ہے۔ اس سے پہلے کہ اسلوبیاتی تنقید پر بحث کی جائے لفظ ”اسلوب“ کو سمجھنا ضروری ہے اسلوب کے لیے انگریزی میں لفظ (Style) استعمال ہوتا ہے۔ اسلوب کے رے میں مغربی ادب میں بھی بہت کچھ لکھا۔ اور اردو ادب میں بھی مختلف لوگوں نے اس حوالے سے کام کیا ہے۔ اسلوب کے حوالے سے ڈاکٹر سید عبداللہ تحوی کرتے ہیں۔

”اسلوب مصنف کی شخصیت کا عکس ہے جو الفاظ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اسلوب مصنف کے ذہنی اور

بہتاتی تجربے کا خارجی روپ ہے جس میں مصنف کے طن اور N کی دہا کی پوری تصویر نمودار ہو جاتی

ہے مصنف کے تجربات الفاظ کی صورت میں جلوہ آتے ہیں۔“ (۱۳)

مصنف کے داخلی بہتاتی جوڑ بن ملتی ہے وہ اہم ہے خیاں اہم ہے اس پر بہت ساری بحثیں ہوئی ہیں اور مختلف آراء سامنے آتی رہتی ہیں۔ ہم خیاں کو خوبصورت الفاظ کا جامعہ پہنا کر پیش بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا خود خیاں اسلوب کے رے میں ڈاکٹر گوپی چندر رے۔

لکھتے ہیں

”اسلوبیات کا دی تصور اسلوب ہے۔ اسلوب (Style) کوئی * لفظ نہیں ہے مغربی تنقید میں یہ لفظ صدیوں سے رائج ہے اور اردو میں اسلوب کا تصور نسبتاً * ہے۔ ہم ”نثر“، ”بیان“، ”از“، ”از بیان“، ”طرز بیان“، ”تحریر“، ”لہجہ“، ”رہ“، ”رنگِ سخن“، وغیرہ اصطلاحیں اسلوب * یں سے ملتے جلتے معنی میں استعمال کی جاتی رہی ہیں؟ یعنی کسی بھی شاعر * مصنف کے * از بیان کے خصائص کیا ہیں؟ کسی صنف، ہیئت میں کس طرح کی * ن استعمال ہوتی ہے؟ کسی عہد میں * ن کیسی تھی اور اس کے خصائص کیا ہیں؟ کسی صنف، ہیئت میں کس طرح کی * ن استعمال ہوتی ہے؟ کسی عہد میں * ن کیسی تھی اور اس کے خصائص کیا تھے وغیرہ یہ & اسلوب کے مبا # ہیں۔“ (۱۴)

اسلوب کی بنیاد کسی تخلیقی فنچ پرے کا جلا * اس کے لسانی خواص بیان کڑ * اسلوبیات کا موضوع بحث ہے خواجہ حیدر علی آتش کے مطابق

شاعری بھی کام ہے آتش مرلا ساز کا

اس سے * بت واضح ہوتی ہے کہ ہر تخلیق کار کے ہاں * ت کرنے کا جو ڈھنگ ہے۔ لفظ کی نشست و * خا & ہے وہ اسلوبیات * اسلوبیاتی تنقید کا موضوع بحث ہے * ہم اس کی مزید اور بہتر تفہیم کے لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا آغاز مغرب میں اور پھر اردو ادب میں * اور کیسے ہوا۔ اس حوالے سے پروفیسر * ض صدیقی لکھتے ہیں۔

”مغرب میں فلسفہ و فکر اور ادب و سائنس کی نہ د * قی کے ساتھ انیسویں صدی کے اختتام پر اسلوب کے موضوع نے اہمیت اختیار کر لی تھی اور اس میدان میں بہت سا ابتدائی کام مکمل ہو چکا تھا بیسویں صدی میں اسلوب اور اسلوبیاتی تنقید نے سائنس کا ق * پ لیا اور اسلوبی تنقید کا * تشکیلی دور شروع ہوا، اس نئے قسم کے مطالعے کو اسی زمانے میں نئی اصطلاحات اسلوبیات اور اسلوبیاتی تنقید میسر آ *۔“ (۱۵)

اردو * ن میں اسلوبیاتی تنقید کا نقش اولین طور پر پروفیسر مسعود حسین خان کے ہاں دکھائی دیتا ہے جنہوں نے اسلوبیات کے حوالے سے مضامین لکھے جن کا بعد میں لکھنے والوں پر * ہوا۔ یوں تنقید میں اسلوبیاتی معروضیت کو * جانے لگا اس حوالے سے ڈاکٹر روبینہ شاہین کا خیال ہے۔

”پروفیسر مسعود حسین خان پہلے اردو داور محقق ہیں جنہوں نے اسلوبیاتی نوعیت کے مضامین لکھ کر تنقید کی د * میں * قاعدہ اسلوبیاتی تنقید کی د * الی۔ انہیں صحیح معنوں میں اردو میں * تہمتی تنقید اور اسلوبیات کا * نی کہا جاسکتا ہے۔“ (۱۶)

گ * اردو میں اسلوبیات کی ابتدا بھارت میں ہوئی اور مسعود حسین خان کے بعد جن د * قدین نے اس حوالے سے کام کیا ان میں ڈاکٹر مفتی تبسم، ڈاکٹر مرزا غلیل بیگ، شمس الرحمن فاروقی اور ڈاکٹر گوپی چندر * رے * م قابل ذکر ہیں اس حوالے سے شمس الرحمن فاروقی

کی ”شعر، غیر شعر اور“ ڈاکٹر گوپی چٹوپادھیائے کی ”ادبی تنقید اور اسلوبیات“ اور مرزا غلیل احمد بیگ کی کتاب ”اسلوب اور اسلوبیات“ قابل ذکر تصانیف ہیں۔

اسلوبیاتی تنقید میں کسی فنچے رے کا لسانی C دو لپ تجزیہ پیش کیا جاتا ہے یعنی ڈن کے حوالے سے صوتیاتی، صرفیاتی، نحویاتی اور معنیاتی سطح پر جاہ لیا جاتا ہے اور فنچے رے کے محاسن و مصائب کو سامنے لایا جاتا ہے۔ اسلوبیاتی تنقید کے مطالعے سے چند اہم O ط سامنے آتے ہیں جنہیں ہم ڈاکٹر گوپی چٹوپادھیائے کے الفاظ میں یوں بیان کر h ہیں۔

”اسلوبیات ڈن کے ماضی، حال اور مستقبل یعنی جملہ امکا ت کا A میں b ہے۔

اسلوبیاتی تجزیے میں ان لسانی امتیازات کو K ن زد کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے کسی فنچے * رے مصنف، شاعر، ہیئت، صنف، عہد کی شنا # ممکن ہو۔۔۔ لسانی امتیازات کی K ہ، ادبی اظہار میں تخلیقی عمل کو سمجھنے میں ادبی ادبی D کی دوں کے تعین کے لیے بھی پیش بہامد فراہم کرتی ہے۔۔۔ ادبی اظہار میں لفظوں کی ظاہری سطح کے نیچے لسانی امتیازات سے طرح طرح کے ڈی اےن V ہیں ان کی پہچان ادبی اسلوبیات کا خاص کام ہیں۔“ (۱۷)

بھارت کی نسبت پاکستان میں اسلوبیات اسلوبیاتی تنقید کی صورت حال مختلف ہے اور اس حوالے سے ہم ڈاکٹر سلیم اختر کی رائے سے * ازہ لگا h ہیں کہ ہمارے ہاں اسلوبیاتی تنقید کہاں کھڑی ہے۔

”بھارت کے عکس ہماری جامعات میں لسا * ت اور صوتیات ایم اے اردو کے » ب کا حصہ نہیں۔۔۔ یہ ابتدائی مطالعہ ہی مزید مطالعہ کی اساس فراہم کرتا ہے اس لیے ہمارے ہاں ا یہی اسلوبیاتی O نہیں اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں اسلوبیات کا ساختیات جتا 9 چہ بھی نہیں۔۔۔ * پاکستان میں اسلوبیاتی تنقید کسی تحریر کی صورت اختیار نہ کر سکی۔ تحریر کیا اسے تو معاصر تنقید میں مستقل رجحان قومی میلان بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔“ (۱۸)

اسلوبیاتی تنقید کے بعد اب ہم نفسیاتی تنقید کا جاہ e ہیں کہ اس کی صورت حال کیا ہے اور اس کی ابتدا اور پھر اردو میں اس کی نوعیت کیا ہے۔ تنقید کے جتنے بھی مکا \$ فکر ہیں وہ اپنے اپنے طر h سے کسی فنچے رے کا جاہ e ہیں۔ اور ان کا 4/1 مختلف اوقات میں مختلف عوامل کے تحت ہوا۔ نفسیاتی تنقید کا قاعدہ آغاز تو سگمنڈ فرڈ کے A یہ ”تحلیل نفسی“ سے ہوتا ہے لیکن اس سے پہلے کے قدین کے ہاں نفسیاتی طر i کار کے اشارے ضرور مل جاتے ہیں اور ر [طوبہ اس کا مطالعہ کیا جائے تو ارسطو کی ”بوطیقا“ میں ت کیہ N (کتھارسس) کا A یہ اپنے * رکتی نفسیاتی پہلوؤں کی جا \$ اشارے r ہے۔ ہم نفسیاتی تنقید کی مزید تفصیل سے پہلے لفظ ”نفسیات“ کا جاہ لیں تو نفسیاتی تنقید کے مادے کا پتہ چل جاتا ہے۔

نفسیات جس انگریزی لفظ Psychology کا اردو ترجمہ ہے وہ دو یونانی الفاظ کا مرکب ہے کو Psycho اور Logos ہیں ان کے معنی لتر M ”روح“ اور ”علم“ کے ہیں اور آغاز سے اس نفسیات کی شکل اختیار کر لی۔ لیکن ا یہ تنقیدی دہان کی صورت میں

یہ ! وجود میں آیا اس کے پیچھے فرہاد، ژوہ۔ اور ہیلر جیسے نفسیات دانوں کی کاوشیں شامل ہیں۔ بقول ڈاکٹر سلیم اختر
 ”نفسیاتی تنقید کی اساس پہلے فرہاد کا آ ہے لاشعور بنا پھر اس میں ہیلر اور ژوہ۔ کی تعلیمات سے مزید
 گہرائی پیدا کی گئی اور یوں نفسیاتی تحقیقات کا دائرہ ہیلر اور نئے نئے دہائی میں بولقمونی پیدا
 کرتے گئے۔“ (۱۹)

جس طرح کارل مارکس کے ”معاشی مساوات“ کے آ نے اے۔ سماجی انقلاب۔ پ کیا اسی طرح فرہاد کا آ ہے لاشعور نے جنسی
 تہ کی میں پلچل مجادی اور ہیلر کے لکھنے والوں کو اپنی پلیٹ میں لے لیا اور یہ ادب میں اے۔ قاعدہ تنقیدی دہائی کے طوطا رواحہ H
 اس سے پہلے رومانوی تہریہ۔ کا دور دورہ تھا اور جو بھی ادب تخلیق ہو رہا تھا اس کو رومانوی تنقید کے اصولوں پ کھا جا رہا تھا لیکن پھر فرہاد،
 ژوہ۔ اور ہیلر کے آ ت کے تحت نفسیاتی تنقید شروع ہوئی۔ پ وفسر احمد جاوید نفسیاتی تنقید کو رومانوی تہریہ۔ ہی کا نقطہ عروج قرار دیتے
 ہیں۔ ان کے خیال میں

”نفسیاتی تنقید کو ہم رومانوی تہریہ۔ کا نقطہ عروج کہہ تہ ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ نفسیاتی تنقید پ رے
 سے فن کار اور فن کار سے فہ پ رے۔۔ کے سفر میں C دی حرکات کی تلاش پ زور دیتی ہے۔“ (۲۰)

مغربی تنقید میں ارسطو اور اس کے بعد لان جانسن وغیرہ کے ہاں جو تنقیدی اشارے ہیں اس کے بعد کے دور ہیں کولرج، درڈ زور تھ
 اور شیلے اس دہائی کے آئندہ دکھائی دیتے ہیں بلکہ پ وفسر احمد جاوید نے، ہر۔ ٹ ہیلر کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”ہر۔ ٹ ہیلر کے
 خیال میں کولرج کی * بیوا افیالٹو * ”نفسیاتی تنقید کی پہلی کتاب ہے۔“ (۲۱)

جن ادیبوں کے ہاں فرہاد کا آ ہے جنس کے Y گہرے آ آتے ہیں ان میں جیمز جوائس، ارنسٹ ہمنگوے، فا،، سٹائن۔،
 ڈی ایچ لارنس وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اردو ادب میں نفسیاتی تنقید کا پہلا قاعدہ آئندہ میراجی کو قرار دیا جاتا ہے جن کے ہاں اس تنقیدی آ ہے کہ ہیلر۔ ہے۔ میراجی نے
 مشرق و مغرب کے نئے، میں جس تنقیدی رویے کا اظہار کیا ہے وہ نفسیاتی تنقید کی اولین مثال ہے

”۳۵ء کے قریب اردو ادب میں مجموعی طور پ نفسیات کا ہیلر۔ ہنے لگا اور نفسیات کے ہیلر۔ ات افسانوں اور
 نظموں میں آ آنے لگے اس سے پہلے میراجی کی تنقیدوں میں اس کا ہیلر۔ آ انھوں نے اپنی D دی
 نفسیات کو سامنے رکھ کر تنقیدیں لکھیں لیکن اس زمانے میں عمرانی تنقید کے زور نے میراجی کی نفسیاتی تنقید
 کے ہیلر۔ کو عام نہیں ہونے لگی۔“ (۲۲)

اردو ادب میں نفسیاتی ہیلر۔ ات پہلے پہل اجم کی صوت میں شائع ہونے والی کتب کے ذریعے آئے جن کی ڈیہ تعداد جامعہ عثمان
 حیدر۔ دکن سے شائع ہوئی۔ اس سے پہلے فردا فردا کچھ لوگوں کے ہاں نفسیاتی تنقید کے اشارے ملتے ہیں چوں کہ اردو تنقید کے ابتدائی
 Y کروں میں ملتے ہیں اور ان میں شخصی حوالوں سے ڈیہ دکھا ہیلر۔ لیکن انھیں۔ قاعدہ تنقیدی نمونے قرار نہیں دیا جاسکتا ہم اردو میں
 نفسیاتی تنقید کی اولین مثال مرزا محمد ہادی رسوا کے ہاں ہے

”مرزا رسوا نے رسالہ ”معیار“ لکھنے کے لیے پنج تنقیدی مضامین بطرز مراسلت قلم بند کئے تھے جو بعد میں رسالہ ”زمانہ“ کا Z میں بھی طبع زاد ہوئے اور جنس ڈاکٹر محمد حسن نے مرزا کے کتبہ صورت میں شائع کیا ان تنقیدی مضامین سے نہ صرف یہ کہ مرزا رسوا کی علمی شخصیت کا - * پہلو سامنے آئے ہے بلکہ اردو تنقید میں نفسیات کی قدیم ترین مثال کا بھی سراغ مل چکا ہے۔“ (۲۳)

نفسیاتی تنقید - طرف تو ادب پر روں کی نفسیاتی تعبیر تشریح کا فریضہ مہم دیتی ہے اور دوسری طرف فن کار کی شخصیت کا تجزیہ فرما کر آ کے یہ لاشعور کے تحت کیا چکا ہے ایڈ (ID)، اُو (EGO) اور فوق الا (SUPEREGO) یعنی تحلیل نفسی کا آ کے آنے کے بعد تخلیق کاروں کی توجہ جنس کی جا کے مبذول ہوئی۔ فرما کے خیال میں ایڈ ذہن کا وہ حصہ ہے جہاں ہماری جنسی خواہشات جمع ہوتی ہیں اور یہ جنسی قوت ہے۔ ہر 3 اور شخصیت پر حاوی ہونے کی کوشش میں مصروف رہتی ہے۔ # کہ ”اس قوت کے لیے منا & راستے کا انتخاب کر کے متوازن شخصیت کی راہ ہموار کرتی ہے جبکہ فوق الا جنسی خواہشات کو ہر آنے سے روکتی ہے یوں شخصیت کے & رکھش کی کیفیت جاری رہتی ہے۔

اردو میں مرزا رسوا کے بعد جن لوگوں نے نفسیاتی تنقید کو اپنایا ان میں ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری، وحید الدین سلیم، مرزا محمد سعید، اختر اور یونی اور قیام پستان کے بعد ڈاکٹر وحید قریشی، ڈیض احمد، محمد حسن عسکری، سلیم احمد کے قابل ذکر ہیں۔ اردو شاعری کے حوالے سے مرزا غا کی شخصیت نفسیاتی تنقید نگاروں کی محبوب شخصیت رہی ہے۔ غا میں ”کسیت“ کا عنصر & سے ڈیڈ پیچا ہے جو کہ نفسیاتی تنقید کا اہم موضوع ہے۔ غا کو بعد کے تنقید نگاروں نے اپنی شاعری کے علاوہ خطوط کے ذریعے p کی کوشش کی ہے کیوے خطوط، سوانح عریں، خودنوٹ * یا C وغیرہ نفسیاتی O کے لیے خام مواد کا درجہ b ہیں اور ان میں بھی خطوط پر اس لیے ڈیڈ بھروسہ کیا جاسکتا ہے کہ خطوط دو & احباب کو بلا تکلف لکھے جاتے ہیں جن سے کسی تخلیق کار کی شخصیت کے مخفی گوشے بھی سامنے آتے ہیں۔

اردو ادب میں جن لوگوں نے فرما کے آ کے جنس کے تحت لکھا ان میں سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی، وابرہ تبسم، ممتاز مفتی وغیرہ کے قابل ذکر ہیں۔ خطوط کے ذریعے کسی شخصیت کو کھوجنے کے عمل کی مثال اردو کے + ادب میں ڈاکٹر وحید قریشی کی دی جاسکتی ہے جنہوں نے شبلی کی حیات معاشقہ میں ان کی شخصیت کی وضاحت # کی ہے اور اس عمل میں شبلی کے وہ خطوط جو عطیہ بیگم کے م لکھے تھے اہم ماہ ہیں۔ گویا نفسیاتی تنقید میں فرما کے کی تشکیل اور فن کار کی شخصیت اور اس کے ساتھ O کے نفسیاتی محرکات کے مطالعہ کے لیے سودمند ہے۔ \$ ہوتی ہے اور نفسیاتی تنقید کے تحت فرما کے روں میں موجود اس لذت کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جسے پنے کی خواہش میں فن کار کوئی فرما کے رہ تخلیق کرتا ہے۔

حوالہ جات:

- ۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ”تنقیدی دہان“، سنگ میل X کیشنر، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۱۔
- ۲۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، ”اشارات تنقید“، مقتدرہ قومی ژبہ، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء، ص ۱۔
- ۳۔ احتشام حسین، پروفیسر، اردو تنقید کا ارتقاء، مشمولہ مجلہ ”ارتقاء“ (احتشام حسین نمبر) کراچی، ستمبر ۱۹۹۳ء، ص ۳۵۰۔
- ۴۔ احتشام حسین، پروفیسر، تنقید سانس چہ کی طرح آئے، یہ ہے۔ مشمولہ: ماہنامہ افکار (منتخب مضامین نمبر) کراچی، اپریل مئی ۱۹۹۵ء، ص ۸۹۔
- ۵۔ ٹی۔ ایس۔ ایلینٹ، ایلینٹ کے مضامین، ترجمہ، ڈاکٹر جمیل جالبی، سنگ میل X کیشنر، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۲۵۸۔
- ۶۔ احمد جاوید، پروفیسر، نفسیاتی تنقید کی حدود، مشمولہ مجلہ ”علم کی دستک“، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، دسمبر ۱۹۸۹ء، ص ۷۰۔
- ۷۔ وقار احمد رضوی، سید، ڈاکٹر رخ X نیشنل۔ فاؤنڈیشن C، اسلام آباد، ۲۰۰۴ء، ص ۱۶۰۔
- ۸۔ ارسطو، بوطیقا، مترجم، ڈاکٹر شمس الرحمن فاروقی، کاہنہ جہلم، اشاعت (۱۹۹۰ء)۔
- ۹۔ مجنوں گورنری، ”ادب اور تنقید“، مکتبہ دال، کراچی، ۱۹۶۹ء، ص ۳۳۔
- ۱۰۔ شفیق احمد شفیق، اردو کا پہلا دور ہمارے قدیم، مشمولہ: ماہنامہ ”قومی ژبہ“، کراچی، ستمبر ۲۰۱۳ء، ص ۴۲-۴۳۔
- ۱۱۔ عبادت۔ W، ڈاکٹر، تنقیدی تجزیے، اردو د*، بندر روڈ کراچی، ۱۹۵۹ء، ص ۱۰۳۔
- ۱۲۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی دہان، ص ۱۳۔
- ۱۳۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، اشارات تنقید، ص ۲۷۰۔
- ۱۴۔ گوپی چندر۔ رتہ، ڈاکٹر، ادبی تنقید اور اسلوبیات، سنگ میل X کیشنر، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۲۔
- ۱۵۔ ضیاء صدیقی، اسلوبیات، کیا اور کیوں؟ ”شمولہ، ماہنامہ ”ادرا“، لاہور نومبر، دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۴۹۔
- ۱۶۔ روبینہ شاہین، ”اردو تنقید کا اسلوبیاتی دہان“، اظہار، لاہور، جولائی ۲۰۱۲ء، ص ۱۰۲۔
- ۱۷۔ گوپی چندر۔ رتہ، ڈاکٹر، ”ادبی تنقید اور اسلوبیات“، ص ۱۶، ۱۷، ۱۸۔
- ۱۸۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ”تنقیدی دہان“، ص ۲۱، ۲۲۔
- ۱۹۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ”تنقیدی دہان“، سنگ میل X کیشنر، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۵۲۔
- ۲۰۔ احمد جاوید، پروفیسر، نفسیاتی تنقید کی حدود، مشمولہ مجلہ ”علم کی دستک“، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، دسمبر ۱۹۸۹ء، ص ۵۸۔
- ۲۱۔ ایضاً، ص ۵۸۔
- ۲۲۔ عبادت۔ W، ڈاکٹر، تنقیدی تجزیے، اردو د*، بندر روڈ کراچی، ۱۹۵۹ء، ص ۱۷۲، ۱۷۳۔
- ۲۳۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ”نفسیاتی تنقید“، مجلس ترقی ادب لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۸، ۲۹۔